موسیٰ ﴾[النازعات ۱۵]، ﴿هل اتک حدیث الجنود ﴾[البروج ۱۷]، ﴿ فاتبعنا بعضهم بعضا و جعلناهم احادیث ﴾[المؤمنون ٤٤]، ﴿فجعلناهم احادیث ومزقناهم کل ممزق ﴾[سبأ ۱۹]

[۳] ﴿هل اتک حدیث الغاشیة ﴾ [الغاشیة ۱] اس آیت میں احوال واہوالِ قیامت کو ''حدیث'' کہا گیا ہے۔

[۴] چھ آیتوں میں کلامِ الٰہی یا اس کے مدِ مقابل کلام کے لیے استعمال ہوا ہے: ﴿ومن اصدق من الله حدیثا ﴾ [النساء ۸۷]، ﴿فما لهؤلاء القوم لا یکادون یفقهون حدیثا ﴾[النساء ۷۸]، ﴿ما کان حدیثا یفتریٰ ولٰکن تصدیق الذی بین یدیه ﴾ [یوسف ۱۱۱]، ﴿فبأی حدیث بعد الله و اٰیٰته یؤمنون ﴾[الجاثیة ٦]، ﴿فلیأتوا بحدیث مثله ان کانوا صٰدقین ﴾[الطور ۳٤] ﴿فبأی حدیث بعده یؤمنون ﴾ [المرسلات ۵۰]

[۵] تین مقامات پر ''خواب'' کے معنیٰ میں آیا ہے، ان میں سے بعض اہم خواب قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں: ﴿وکذٰلک یجتبیک ربک و یعلمک من تأویل الاحادیث ﴾[یوسف ٦]، ﴿ولنعلمه من تأویل الاحادیث ﴾[۲۱]، ﴿وعلمتنی من تأویل الاحادیث ﴾ [یوسف ۱۰۱]

[٦] دو مقامات پر کلامِ نبوی کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے: ﴿واذ أسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا ﴾ [التحریم ۳]، ﴿واما بنعمة ربک فحدث ﴾[الضحیٰ ۱۱] اس آیت میں نبی کریم ﷺ کو نعمتِ الٰہی کے تذکرے کا حکم ہوا ہے۔ یہ ''تحدیثِ نعمت'' جس انداز یا جس لفظ کے ساتھ وارد ہو، حدیث نبوی سے باہر نہیں جاتی۔

[۷] پانچ آیتوں میں اسم حدیث ''بات'' کے لغوی معنی میں اور دو جگہ فعلِ تحدیث ''بات کرنے'' کے معنیٰ میں وارد ہوا ہے: ﴿فلا تقعدوا معهم حتیٰ یخوضوا فی حدیث غیره ﴾[النساء ٤]، ﴿ولا یکتمون الله حدیثا ﴾[النساء ٤۲]، ﴿فاعرض عنهم حتیٰ یخوضوا فی حدیث غیره ﴾[الانعام ٦۸]، ﴿ فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستأنسین لحدیث ﴾[الاحزاب ۵۳]، ﴿ ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم ﴾[لقمان ٦] اس آیت کریمہ میں حدیث کی طرف ''لهو'' کی اضافت کرکے بطلان کے معنیٰ کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ ﴿اتحدثونهم بما فتح الله علیکم ﴾[البقرة ۷٦]، ﴿ یومئذ تحدث اخبارها بان ربک اوحیٰ لها ﴾[الزلزلة ٤، ۵]

(عبدالوهاب خان)

قسط:2

صحابہ کرام روئے زمین کا افضل ترین طبقہ

☆☆☆ عبدالرحیم روزی ☆☆☆

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باعث امن وامان اور خیر و برکت ہیں:

رسالت مآب ﷺ کی زبان مبارک کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت اسلامیہ کے لئے فتنہ وفساد اور بدعت وخرافات کے سامنے ایک ڈھال کی حیثیت رکھتے ہیں:

1۔ (عن أبی موسی الأشعری رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ "النجوم أمنة للسماء فإذا ذهبت النجوم أتی السماء ما توعد، وأنا أمنة لأصحابی ، فإذا ذهبت أتی أصحابی ما یوعدون و أصحابی أمنة لأمتی، فإذا ذهب أصحابی أتی أمتی ما یوعدون)(مسلم، فضائل الصحابة باب أن النبی ﷺ أمان لأصحابه حدیث : ۲۵۳۱) "ستارے آسمان کے لیے امن وحفاظت کے ضامن ہیں۔ جب یہ ختم ہوں گے تو اس سے کیا ہوا وعدہ پورا ہو کے رہے گا۔ اور میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے امن وحفاظت کی علامت ہوں، جب میں نہ رہوں گا تو ان سے کیا ہوا وعدہ پورا ہو جائے گا۔ اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میری امت کے لیے باعث امن وسکون ہیں، جب یہ نہ رہیں گے تو امت سے کیا ہوا وعدہ پورا ہو کے رہے گا۔"

مطلب یہ ہے کہ جب تک چاند ستارے باقی رہیں گے آسمان بھی قائم رہے گا، جب یہ (بروز قیامت) جھڑ جائیں گے (بروزِ قیامت) تو آسمان بھی کمزور ہو کر پھٹ جائے گا۔ بعینہٖ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے فتنہ وفساد، جنگوں، ارتداد اور دلوں کے مابین مودت ومحبت وغیرہ کے لیے حفظ وامان کا پیکر ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کے لیے عافیت کی ضمانت ہیں، یہ لوگ امت کے لیے دین میں بدعات وخرافات کے ظہور، فتنوں کی یلغار، دشمنوں کے غلبے وغیرہ کے لیے امان ہیں۔ (شرح نووی)

2۔ جہاں تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجسمہ خیر و برکت ہونے کا تعلق ہے، حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں(یأتی علی الناس زمان یغزو فئام من الناس ، فیقال: هل فیکم من صحب النبی ﷺ ؟ فیقال: "نعم" فیفتح علیه، ثم یأتی زمان فیقال: فیکم من صحبَ أصحاب النبی ﷺ ؟ فیقال: "نعم"

فيفتح ، ثم يأتي زمان فيقال: فيكم من صحب صاحب أصحاب النبي ﷺ ؟ فيقال :" نعم" فيفتح)

(اللؤلؤ والمرجان فيمااتفق عليه الشيخان ، فضائل الصحابة باب فضل الصحابة حديث ١٦٤٥) ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے ایک گروہ جہاد کرے گا، ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں سے رسول اللہ ﷺ کا صحابی موجود ہے؟ جواب ملے گا''ہاں''۔اس کی برکت سے اس گروہ کو فتح نصیب ہوگی۔ پھر ایک دور آئے گا جس میں کہا جائے گا: تم میں کوئی کسی صحابی کا صحبت یافتہ ہے؟ کہا جائے گا:''ہاں''۔اس گروہ کو کامیابی ملے گی۔ پھر ایسا وقت آئے گا جس میں مجاہدین سے سوال ہوگا: تم میں کوئی کسی تابعی کا فیض یافتہ ہے؟ جواب اثبات میں ملے گا اور اس لشکر کو کامرانی حاصل ہوگی۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت وتبلیغ اسلام:

اسلام کے نوخیزی کے ایام میں پہلے پہل اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن تکالیف وآزمائش سے دوچار ہوئے وہ واقعات دل ودماغ کو دہلا دینے والے ہیں۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ، عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ، بلال بن رباح رضی اللہ عنہ، خباب بن الارت رضی اللہ عنہ، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پر مظالم کے جو پہاڑ توڑے گئے، سیرت وتاریخ کا حصہ بن گئے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دنیا کا وہ عدیم النظیر انسانی گروہ ہے، جنہوں نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر محمد ﷺ کی عالمگیر تعلیمات وہدایات بالکل صاف وشفاف انداز میں دنیا کے سامنے اس طرح پیش کیے، جس سے اسلام کو ایک تابناک، درخشاں اور مقبول عام دین کی شکل میں پھلنے پھولنے اور پنپنے کا موقع ملا۔ دنیا میں دین اسلام کے پھیلاؤ کا سہرا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سر ہے۔ یہ قابل احترام نفوس اپنے گھر بار، عزیز واقارب اور جائے پیدائش جیسی پیاری جگہوں کو داغ کہہ کر حجاز سے بہت ہی دور عراق، شام، آذربائیجان، حبش اور چین وغیرہ تک پھیل گئے۔

قرآن کریم میں اس پہلو کو خوب اجاگر کیا گیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

1- ﴿إن الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة ألا تخافوا ولا تحزنوا وأبشروا بالجنة التي كنتم توعدون ۞﴾(فصلت: ٣٠)''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پالنہار اللہ ہے' پھر وہ اسی پر ڈٹ گئے، انہی لوگوں پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم ذرا خوف وغم مت کرو اور اس جنت کی نوید حاصل کرو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

2۔ ﴿فالذین هاجروا وأخرجوا من دیارهم وأوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لأکفرن عنهم سیاتهم﴾ (آل عمران:۱۹۵) ''پس جن لوگوں نے ہجرت کی جو گھر بار سے جلاوطن کر دیے گئے، جنہیں میری راہ میں تکلیفیں پہنچائی گئیں اور جنہوں نے جہاد کیا اور شہید ہوئے، میں ضرور بضرور ان کی غلطیاں معاف کر دوں گا۔''

3۔ ﴿للفقراء المهاجرین الذین أخرجوامن دیارهم وأموالهم یبتغون فضلا من الله ورضوانا﴾(الحشر:۸)''(مالِ فئ) ان تارکین وطن کے لیے بھی ہے جنہیں گھربار اور مال ومنال سے نکال دیا گیا، یہ لوگ اللہ پاک سے انعام واکرام اور رضامندی کے خواستگار رہتے ہیں۔''

سید ابوالحسن علی ندویؒ ہجرت کے متعلق فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کی اس ہجرت سے سب سے پہلی بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ دعوت وعقیدہ کی خاطر ہر عزیز ومانوس چیز کو بے دریغ قربان کیا جاسکتا ہے، لیکن ان دونوں اول الذکر چیزوں کو کسی بھی چیز کے لئے ترک نہیں کیا جاسکتا۔

مکہ مکرمہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی جائے ولادت ہونے کے علاوہ دلوں کے لیے مقناطیس کی سی کشش رکھتا تھا، لیکن ان میں سے کسی ایک چیز نے بھی آپ ﷺ کو اور صحابہ کرامؓ کو ترک وطن اور اہل وعیال کو خیرباد کہنے سے باز نہیں رکھا۔ کیونکہ زمین اس عقیدہ ودعوت کے لیے تنگ ہوچکی تھی۔ (نبی رحمت: ۴۱۳)

صحابہ کرامؓ نے مکی اور مدنی زندگی اور سلم وحرب دونوں موقعوں کو بھی فاقوں سے گزارا اور یہ بجائے خود ایک دورِ ابتلاء ہے۔ اس بابت چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

1۔ **عن ابی هریرة قال: (خرج رسول الله ﷺ ذات یوم فإذا هو بأبی بکر وعمر، فقال: ماأخرجکما من بیوتکما هذه الساعة؟ قالا: الجوع، قال: والذی نفسی بیده لأخرجنی الذی أخرجکما، قوموا! فقاموا معه، فأتی رجلا من الأنصار......)** (رواه مسلم، الأشربة، باب جواز استتباعه غیره إلی دار من یثق برضاه، حدیث: ۲۰۳۸)

2۔ **عن أبی طلحة قال: شکونا إلی رسول الله ﷺ الجوع فرفعنا عن بطوننا عن حجر، فرفع رسول الله ﷺ عن بطنه حجرین)** (رواه الترمذی فی الزهد، باب ماجاء فی معیشة أصحاب النبی ﷺ حدیث ۲٤٦۰، وقال لانعرفه إلامن هذا الوجه) ''ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بھوک کی شکایت کرتے ہوئے اپنے پیٹ سے بندھا ہوا ایک ایک پتھر دکھایا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے بطن مبارک سے کپڑا اٹھایا جہاں دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔